بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ

(القرآن)

اے مسلمانو! ایمان میں پورے پورے داخل ہوجاؤ

انکم ٹیکس کی شرعی حیثیت

علمی و تحقیقی مقالہ

مقالہ نگار

مولانا فضل الرحمن بن میاں محمدؒ

ایم اے عربی و اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی

شریعہ کورس جامعہ ازہر قاہرہ

خطیب جامع مسجد مبارک اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور

www.KitaboSunnat.com

دار الدعوۃ السلفیۃ

شیش محل روڈ لاہور ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ

(القرآن)

اے مسلمانو! ایمان میں پورے پورے داخل ہو جاؤ

انکم ٹیکس کی شرعی حیثیت

علمی و تحقیقی مقالہ

مقالہ نگار

مولانا فضل الرحمٰن بن میاں محمد

ایم اے عربی و اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی

شریعہ کورس جامعہ ازہر قاہرہ

خطیب جامع مسجد مبارک، اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور

www.KitaboSunnat.com

دار الدعوۃ السلفیۃ

شیش محل روڈ لاہور ۲

نمبر............

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ*

جب سے مہذب انسانی معاشرہ وجود میں آیا ہے۔ تب سے اس میں ٹیکسوں کا تصور کسی نہ کسی صورت میں موجود رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یونان اور روم میں سب سے پہلے استعمال ہونے والی اشیاء پر ٹیکس لگایا گیا۔ درآمدی ڈیوٹی کو اندرونِ ملک بننے والے مال پر وصول ہونے والی ڈیوٹی پر ترجیح دی جاتی تھی۔ جنگ کے دنوں میں جائداد پر بھی عارضی طور پر ٹیکس عائد کر دیا جاتا۔ پھر اس کا دائرہ کار جائداد کی خرید و فروخت تک وسیع کر دیا گیا۔

یونان اور روم میں آزاد اور غلام اور اسی طرح قومی اور غیر قومی باشندوں میں ٹیکس کے بارے میں امتیاز کیا جاتا تھا۔

روم میں استعمال ہونے والی اشیاء اور درآمدات پر ڈیوٹی کے علاوہ اور بھی بلاواسطہ ٹیکس تھے۔ ان میں اصول یہ کارفرما تھا کہ ہر شخص خراج ادا کرے۔ جولیس سیزر کے زمانہ میں پہلی مرتبہ ایک فیصد سیلز ٹیکس (SALES TAX) نافذ کیا گیا۔ صوبوں کی آمدنی کا زیادہ تر دارومدار شخصی اور زرعی زمینوں پر عائد کردہ ٹیکسوں پر تھا۔ آغاز میں یہ نہ دیکھا جاتا تھا کہ زمین آباد ہے یا غیر آباد۔ جیسا کہ فارس اور مصر میں کیا گیا۔ لیکن بعد میں زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ زمیندار سے وصول کر لیا جاتا تھا۔ جولیس سیزر سے پہلے ٹیکسوں کو اکٹھا کرنے کی ذمہ داری زمینداروں میں سے کسی شخص کے سپرد کر دی جاتی۔ ٹیکسوں میں سے کچھ فی صد حصہ اس کو معاوضہ کے طور پر دے دیا جاتا۔ لیکن سیزر نے یہ ذمہ داری سرکاری افسروں کو سونپ دی۔ قرونِ وسطیٰ میں بلاواسطہ ٹیکسوں نے لے لی۔ جن میں زیادہ تر درآمدی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈیوٹی اور مارکیٹ فیس ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ شہروں میں لوگ ٹیکس ادا کرنے کے عادی ہو گئے۔ کھانے پینے کے سامان پر تاجر اور خریدار دونوں نے ٹیکس کا بوجھ اٹھالیا۔ جرمنی اور اٹلی میں چند بلاواسطہ ٹیکس عائد کئے گئے۔ جو غریبوں کی ذات اور امیروں کے مال پر ہوتے تھے [1]

سب سے پہلے جس ملک نے عام انکم ٹیکس کے مروجہ نظام کو اپنایا وہ برطانیہ ہے۔ نپولین بونا پارٹ کے خلاف جنگ لڑنے کے لئے برطانوی حکومت نے ۱۷۹۹ء میں ۲۰۰ پونڈ سے زیادہ ہونے والی آمدنی پر دس فیصد ٹیکس لگادیا۔ ۶۰ پونڈ آمدنی کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیا۔ لیکن ۶۰ اور ۲۰۰ پونڈ کے درمیان پر کم شرح سے ٹیکس وصول کرنا شروع کر دیا۔

۱۸۱۵ء میں جب لڑائی ختم ہوگئی تو ۱۸۴۲ء تک برطانوی باشندوں کو ٹیکس کے بوجھ سے آزاد کردیا گیا۔ لیکن وزیر اعظم سر روبرٹ پیل (SIR ROBERT PEEL) نے بجٹ میں خسارے کو پورا کرنے کے لئے پھر ہنگامی طور پر پونڈ پر سات پنس ٹیکس لگا دیا۔ ۱۸۶۰ء تک برطانوی رعایا ٹیکس ادا کرنے کی عادی ہوگئی جس کی وجہ سے ٹیکس ہمہ وقتی معمول بن گیا۔ ۱۹۱۰ء میں پہلی مرتبہ ٹیکس دہندہ کو جس کی آمدنی ۵۰۰ پونڈ سے زیادہ نہ ہوتی ہر بچہ کے لئے دس پونڈ کی چھوٹ دے دی گئی

پہلی جنگ عظیم کے موقع پر سوپر ٹیکس (SUPER TAX) چھ شلنگ کے حساب سے عائد کیا گیا [2]

جرمنی کے صوبہ پروسیا میں ۱۸۵۱ء میں ٹیکس لگانے کی کوشش کی گئی لیکن جب ۱۸۹۱-۹۲ء میں اصلاح کے بعد اسے از سر نو مرتب کیا گیا تو ۱۹۱۳ء تک جرمنی کے سارے صوبوں میں نافذ ہوگیا [3]

فرانس میں ٹیکس لگانے کی کوشش ۱۸۷۱ء میں شروع ہوئی لیکن نفاذ ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ص ۷۷-۱۰۸۰ ج ۱۱ [2] ایضاً ص ۲۷۵ ج ۹

[3] ایضاً - انسائیکلوپیڈیا امریکانا ص ۱۵۴ - ج ۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سے دو ہفتے پہلے ہوا [1]

اٹلی میں پہلی بار آمدنی، زمین، عمارات اور منقولہ دولت پر ۱۸۶۴ء میں ٹیکس عائد کر دیا گیا

سویڈن میں ٹیکس لگانے کی ابتداء ۱۸۹۲ء میں ہوئی۔

امریکہ میں صحیح طور پر ٹیکس کا نفاذ ۱۹۱۳ء میں دستور کی سولہویں ترمیم کے ذریعے ہوا حالانکہ امریکہ کی باہمی خانہ جنگی کے نقصانات کو پورا کرنے کے لیے ۱۸۶۲ء سے ۱۸۷۲ء تک ۶۰۰ ڈالر سے زائد آمدنی پر ۳ فیصد اور ۱۰۰۰۰ (دس ہزار) ڈالر پر ۵ فیصد وصول کیا جاتا تھا۔ بعد میں ایک ترمیم کے ذریعہ ۵۰۰۰/- (پانچ ہزار) ڈالر سے زائد آمدنی پر دس فی صد شرح کر دی گئی۔

۱۸۹۴ء میں صدر امریکہ گروور کلیولینڈ (GROVER CLEVELAND) نے جب دوبارہ ٹیکس لگانے کی کوشش کی تو سپریم کورٹ نے اسے غیر دستوری قرار دے کر ختم کروا دیا۔ لیکن دستور میں ترمیم کے بعد جب ٹیکس کا نفاذ ہوا تو اس وقت زیادہ سے زیادہ شرح ۵۰۰۰۰۰/- (پانچ لاکھ) سے زیادہ آمدنی پر ۶ فیصد رکھی گئی پھر پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے درمیان شرح اس تیزی سے بڑھی کہ جب دوسری جنگ عظیم ختم ہوئی تو اس وقت کم از کم شرح ۲۳ فی صد اور زیادہ سے زیادہ ۹۴ فی صد تھی ٹیکس سے محفوظ آمدنی کی حد صرف ۵۰۰ (پانچ سو) ڈالر رہ گئی تھی [2]

انگریز حکومت نے ہندوستان میں پہلی مرتبہ ۱۸۶۰ء میں انکم ٹیکس ایکٹ ۱۸۶۰ء کے تحت ٹیکس نافذ کیا۔ جسے ۱۸۶۵ء سے ۱۸۶۷ء تک معطل کر دیا گیا۔ ۱۸۶۷ء میں تھوڑی سی ترمیم کے بعد دی لائسنس ایکٹ آف ۱۸۶۷ء کے نام سے پھر جاری کر دیا گیا جس کے تحت دو سو روپے سے زائد آمدنی پر دو فیصد ٹیکس عائد کر دیا گیا [3]۔

۱۸۶۸ء میں اس کا نام سرٹیفکیٹ ایکٹ ۱۸۶۸ء رکھ دیا گیا۔ اس ایکٹ کے تحت ٹیکس کی شرح کم کر کے

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ص ۲۶۵ ج ۵ [2] دی ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا ص ۲۰ ج ۹۔ ایضاً ص ۲۲ ج ۹ [3] انسائیکلوپیڈیا امریکانا ص ۵۲ ج ۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵ ۱/۳ کر دی گئی ٹیکس سے مستثنیٰ رقم دو سو سے بڑھا کر پانچ سو کر دی گئی۔

۱۸۶۹ء کے دوران میں کمپنیوں پر ۱/۲ ۱ فیصد اور گورنمنٹ سیکوریٹیز پر ۱/۲ ۲ فی صد ٹیکس لگا دیا گیا۔ دوسرے ذرائع سے وصول ہونے والے ٹیکسوں کی شرح کو دُگنا کر دیا گیا ۱۸۷۲ء میں ٹیکس سے مستثنیٰ رقم کو پہلے ۷۵۰، پھر ۱۰۰۰ (ایک ہزار) کر دیا گیا۔

یکم اپریل ۱۸۷۳ء میں دوسری مرتبہ چار سال کے لئے لوگوں کو عارضی طور پر نجات ملی لیکن ۱۸۷۷ء میں لائسنس ٹیکس ایکٹ ۱۸۷۷ء کے تحت ہندوستان کے باسیوں پر ٹیکس پھر مسلّط کر دیا گیا۔

۱۸۶۰ء سے ۱۸۸۰ء تک انکم ٹیکس ایکٹ میں ۱۳ ترامیم ہوئیں اور دو مرتبہ معطّل ہوا لیکن ۱۸۸۶ء میں اسے ایسی صورت دی گئی کہ پھر تیس سال نافذ العمل رہا جس کے تحت ۵۰۰/- (پانچ سو) روپے سے کم آمدنی کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ رکھا گیا۔ سود اور تنخواہوں کی رقم ۵۰۰/- (پانچ سو) سے ۲۰۰۰/- (دو ہزار) روپے پر ۴ پائی فی روپیہ کے حساب سے ٹیکس لیا جاتا تھا۔ دوسری عام آمدنیوں پر جو ۲۰۰۰/- (دو ہزار) سے زیادہ ہوتیں ان پر ۵ پائی فی روپیہ کے حساب سے ٹیکس وصول کیا جاتا تھا۔

۱۹۱۶ء میں نئی ترمیم کے ذریعہ تنخواہوں، بونس، سالانہ وظائف، پنشن اور سرکاری عطیات پر ایک ہزار سے دو ہزار روپے پر ۴ پائی فی روپیہ سے ٹیکس کا نیا شیڈول دیا گیا۔ اسی طرح دوسری آمدنیوں یعنی دو ہزار سے پانچ ہزار روپے پر ۵ پائی۔ پانچ ہزار ایک سے دس ہزار روپے پر ۶ پائی۔ دس ہزار ایک سے پچیس ہزار روپے پر ۹ پائی اور پچیس ہزار روپے سے اوپر پر ۱۲ پائی فی روپیہ کے حساب سے ٹیکس کا نیا نظام قائم ہوا۔ ۱۹۱۸ء میں پہلی مرتبہ کل آمدنی (Total Income) اور قابلِ ٹیکس آمدنی (Taxable Income) کا تصور دیا گیا۔ آل انڈیا کمیٹی کے ذریعہ انکم ٹیکس ایکٹ کو انکم ٹیکس ایکٹ ۱۹۲۲ء کا نام دے دیا گیا ۱؎

۱؎ [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگرچہ ۱۹۳۰ء، ۱۹۳۳ء، ۱۹۳۹ء، ۱۹۴۴ء اور ۱۹۴۵ء میں بھی معمولی معمولی ترامیم ہوئیں لیکن یہی وہ ایکٹ ہے جو فقید المثال قربانی کے بعد بننے والے پاکستان کو انگریزی سرکار سے ورثے میں ملا، جو آج بھی اپنی اصل کے ساتھ پورے پاکستان پر رائج ہے۔ انگریزوں سے ہم نے آزادی تو حاصل کر لی لیکن ان کے قانون کے طوق کو ابھی تک اپنی گردنوں سے اتارنے سے عاجز ہیں۔ حالانکہ اس قانون سے اسلام کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔

چونکہ دنیا میں جتنے بھی اسلام کے علاوہ مذاہب ہیں ان میں مؤثر مالی نظام کا فقدان ہے۔ لہٰذا دنیا کے غیر اسلامی ممالک کو اپنے اپنے مالی نظاموں کے لئے مروجہ نظام ٹیکس کا سہارا لینا پڑا۔ جب کہ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس حوالے سے یہ بات قابل غور ہے کہ ایک طرف تو ہم اسلام کی عظمت و کاملیت کے دعویدار ہیں اور دوسری طرف عملی طور پر اس کی نفی کرتے ہیں اور غیر اسلامی نظام حیات پر عمل پیرا ہو کر ثابت کرتے ہیں کہ فی زمانہ اسلامی نظام قابل عمل نہیں ہے۔ یہ الجھن بڑی مدت سے سلجھنے نہیں پا رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جامعۃ الازہر میں تین ماہ گزارنے کا موقع دے دیا۔

وحدت امت کی کوئی صورت تلاش کرنے اور مسلمانوں میں یکجہتی و اتحاد پیدا کرنے کے لئے الازھر نے ایک سہ ماہی کورس (۲۸ اپریل تا ۲۰ جون ۱۹۸۸ء) کا اہتمام کیا جس میں شرکت کی مجھے بھی دعوت دی گئی۔ اپنی تمام تر مصروفیت کے باوجود خیر سمجھتے ہوئے میں قاہرہ پہنچ گیا۔

الازھر نے گفتگو کرنے کے لئے مصر کے ممتاز علماء کرام اور اسکالرز کو مقرر کر رکھا تھا۔ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے مقالہ "انکم ٹیکس کی شرعی حیثیت" کو "الضرائب فی ضوء الاسلام" کی صورت میں وہاں کے چند نامور علماء کرام کی خدمت میں ان کی آراء کے حصول کے لئے پیش کیا۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ آیا اسلام کا بھی کوئی اپنا مالی نظام ہے؟ اگر ہے تو کیا اس نظام کے تحت حاصل ہونے والا مال حکومت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے استعمال ہو سکتا ہے؟ کیا رفاہی کاموں پر بھی اس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصرف جائز ہے؟ چونکہ ہمارے ہاں اکثریت ایسے علماء کی ہے جو فقہ حنفیہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ زکوٰۃ کے مصارف قرآن حکیم میں متعین کر دیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے حکومت اور رفاہی کاموں کے مصارف پر زکوٰۃ کا استعمال جائز نہیں، جس کی وجہ سے زکوٰۃ اور انکم ٹیکس کا مسئلہ الجھا ہوا ہے۔ انکم ٹیکس کا نظام نہ صرف غیر اسلامی اور ظالمانہ ہے بلکہ اس میں جھوٹ کو اپنانے کی رغبت پائی جاتی ہے کیونکہ اگر کوئی شخص صحیح طور پر انکم ٹیکس کا گوشوارہ بھرے تو اس کے لئے اپنے کاروبار کو چلانا مشکل ہو جاتا ہے۔ انسانی کمزوری کے تحت کاروباری حضرات اپنے کاروبار کی خاطر مجبوراً جھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ خاص طور پر ان حضرات کے لئے تو بہت ہی مشکل ہے جو ٹیکس کے ساتھ زکوٰۃ بھی ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں چونکہ الازھر دنیا کی سب سے قدیم ترین یونیورسٹی ہے لہذا موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اس موضوع پر وہاں کے علماء کرام سے بھی اس سلسلہ میں میں نے استفادہ کرنے کی کوشش کی۔

اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں نے جن حضرات سے رائے لینی چاہی ان میں سے کسی ایک نے بھی انکار نہ کیا۔ یہاں تک کہ شیخ الازہر کی خدمت میں بھی حاضر ہوا تو انہوں نے اپنی رائے سے نواز دیا۔ جن بزرگوں سے آراء حاصل کی گئی ہیں وہ سب کے سب مصر میں خاص مقام رکھتے ہیں۔ ان میں ایسے بھی ہیں جو کثیر التصانیف ہیں۔ عالم اسلام میں ان کو ادب و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ چنانچہ مقالے سے پہلے ان کی آراء کو رکھا ہے تاکہ قارئین کو مصری علماء کرام کی رائے بھی معلوم ہو سکے۔

یہاں یہ بھی عرض کر دینا غیر محل نہ ہو گا کہ دنیا کے جتنے ملکوں میں نظام انکم ٹیکس رائج ہے۔ وہاں بہت کم ایسے لوگ ہوں گے جو اس نظام سے پوری طرح واقف ہوں گے کیونکہ یہ الجھا ہوا نظام ہے جس کو سمجھنا آسان کام نہیں۔ اس نظام کی بنیاد دو طرح کے ٹیکس ہیں۔ ایک بلاواسطہ (DIRECT)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرا بالواسطہ (INDIRECT) بلاواسطہ تو وہ ٹیکس ہے جو ہر شخص اپنی ذاتی کمائی یا آمدنی پر ادا کرتا ہے اور بالواسطہ وہ ہے جو عوام الناس پر منتقل ہو جاتا ہے یعنی لوگ ٹیکس ادا کرتے ہیں لیکن ان کو اس کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ حالانکہ جب کوئی ایک عام آدمی بازار سے جو کچھ خریدتا ہے چیز کی اصل قیمت کے ساتھ وہ ٹیکس بھی ادا کرتا ہے جو بلدیاتی ادارے یا صوبائی حکومتیں یا وفاقی حکومت وصول کرتی ہے مثلاً لاہور شہر میں داخل ہونے والی ایک سو دس ایسی چیزیں یا سامان ہے جن پر لاہور کارپوریشن ٹیکس وصول کرتی ہے۔

۱۹۸۲-۸۳ء کے بجٹ میں کل ٹیکسوں سے آمدن کے سامنے ۲۳۰۹۴۳۲۰۰۰/- کی رقم (تئیس کروڑ چورانوے لاکھ اور بتیس ہزار روپے) دکھائی گئی ہے۔ جب کہ کل آمدن ۲۸۱۱۲۲۰۰/- ظاہر کی گئی ہے۔ ٹیکسوں کی آمدن فی کس کے سامنے ۷۵ روپے ۸۱ پیسے درج ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ لاہور کے لوگ اپنے شہر کے لئے کتنا ٹیکس ادا کر رہے ہیں اور ہر شخص کا اس میں کتنا حصہ ہے حالانکہ عوام الناس کو اس کے بارے میں کوئی علم نہیں۔

لہٰذا اہل علم اور دوسرے حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ مالی نظام کے نفاذ کے بغیر اسلامی نظام کا نفاذ ممکن نہیں جب کہ ہمارا اپنا مالی نظام ہے تو کیوں نہ اس کے نفاذ کی کوشش کی جائے جو رکاوٹیں اور الجھنیں سامنے ہیں ان کو جذبہ ایمان اور توکل علی اللہ کی قوت سے دور کیا جائے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ
وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَاَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

اے اللہ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور ہم پر رحم فرما اور ہم پر راضی ہو جا اور ہمیں جنت میں داخل کر دے اور ہمیں آگ سے نجات دے اور ہمارے ہر معاملے کی صلاح فرما دے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الأزهر
مكتب الإمام الأكبر
شيخ الأزهر

طالعت هذا البحث الذى كشف عن دقة الباحث وسعة اطلاعه واستيعابه لأقوال الفقهاء وأهل العلم فى شأن الزكاة ونظامها ووفائها بتمويل حاجة الدولة الاسلامية وكان لتقوله العلمية الموثقة المسندة الى المراجع الهامة فى الفقه والحديث والتفسير أثر كبير فى التأصيل الذى اهتدى اليه فى هذا الموضوع ، لا سيما ما أفاض به حول تفسير كلمة (وفى سبيل الله) فى آية " انما الصدقات " من سورة التوبة ،

نفع الله به وبعلمه ، ووفقنا واياه لابلاغ الاسلام عقيدة وشريعة .. حتى يسود حكم الله ،

هذا : وبالله التوفيق وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين ؟

١٩ من شوال ١٤٠٦ هـ
٢٥ من يونية ١٩٨٦ م

رئيس
اللجنة العليا للدعوة

جاد الحق على جاد الحق
شيخ الأزهر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ الازہر و رئیس اللجنۃ العلیا للدعوۃ الاسلامیۃ

جاد الحق علی جاد الحق

میں نے اس مقالہ کا مطالعہ کیا جو صاحب مقالہ کی باریک بینی اور علمی وسعت کی دلیل ہے۔ اور ظاہر کرتا ہے کہ زکوٰۃ، اس کے نظام اور اسلامی حکومت کی حاجات میں اس کے خرچ کیے جانے کے سلسلہ میں فقہاء اور اہل علم کے اقوال کے بارے میں ان کو وسیع اور گہری معلومات حاصل ہیں۔ اس موضوع پر جس اصل یا جڑ کی طرف لگانے یا راہنمائی کرنے کے لئے انہوں نے فقہ، حدیث اور تفسیر سے جو مستند، مضبوط اور علمی اہم ترین حوالے دیئے ہیں ان میں بڑا اثر ہے۔ خاص طور پر انہوں نے سورۃ توبہ کی آیت "انما الصدقات" میں سے "فی سبیل اللہ" پر بڑی اچھی طرح روشنی ڈالی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس مقالے اور ان کے علم کی وجہ سے نفع دے۔ ہمیں اور ان کو اسلامی عقیدہ اور شریعہ کی تبلیغ کی توفیق عطا فرمائے۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم شرف و عزت کے ساتھ غالب آجائے۔

ھذا باللہ التوفیق وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین

۱۹ شوال ۱۴۰۶ھ — دستخط جاد الحق علی جاد الحق

بمطابق ۲۵ جون ۱۹۸۶ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا البحث يعتبر اضافة جديدة الى الدراسات الاقتصادية الاسلامية التي تعالج قضايا السلوك من منظور القرآن حيث تتعرض الى اسس ومكونات النظرية الاسلامية والاقتصادية [illegible] طالب العلم.

ويعتبر السلوك [illegible] النظرية الغربية [illegible] الاسلام [illegible] البشر [illegible]

[illegible] الاسلام [illegible] المسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الامین العام للجنة العليا للدعوة الاسلامية

فضيلة الشيخ دكتور عبد الودود شلبی

دنیا میں جب کہ مختلف سیاسی اور اقتصادی نظریات اپنے اپنے نظاموں کو رائج کرنے کے لئے باہمی کشمکش کا شکار ہیں تو ایسے کمزوری کے وقت میں مسلمان اسلامی اقتصادی تعلیم کے شدت سے محتاج ہیں۔ مقالہ نگار کی یہ کوشش اس میں ایک بہت بڑا اضافہ ہے۔

اسلام نے ہم مسلمانوں کو ہر مشرقی و مغربی نظریہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ایسے نظام عطا فرمائے جو تمام آفاقی نظاموں پر غالب ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ فضل الرحمن کو مسلمانوں اور اسلام کی خدمت کے جزائے خیر سے نوازے اور ان کے علم و عمل سے استفادہ کرنے کی ہم سب کو توفیق دے۔

دستخط: دکتور عبد الودود شلبی

۳/۴/۱۴۰۹ھ [illegible]

[illegible] مطابق [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ دکتور محمد عمارۃ

[illegible]

[illegible]

اسلامی اقتصادی نظام میں زکوٰۃ کا جو مقام ہے اس کے بارے میں یہ عمدہ مقالہ پڑھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ فاضل مقالہ نگار کے اسلامی [illegible] کے بارے میں وسیع معلومات رکھنے اور ان کو توضیح کے ساتھ [illegible] نے مجھے حیرت میں ڈال دیا۔

فاضل استاذ مقالہ نگار فضل الرحمٰن سے مل کر بھی مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اس مقالے میں پیش کردہ افکار کے بارے میں ہمارے درمیان گفتگو بھی ہوئی۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمارا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ بے شک زکوٰۃ کو اسلامی مالی نظام میں ریڑھ کی ہڈی جیسی حیثیت حاصل ہے۔ اور جب تک زکوٰۃ اسلامی حکومت اور امت اسلامیہ کے فلاحی کاموں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کافی ہو تو ٹھیک ہے ورنہ مسلمان حکمرانوں کے لئے اتنی وسعت ضرور ہے کہ وہ مشاورت کے ذریعہ اسلامی حکومت کی ضروریات اور امت اسلامیہ کے فلاحی کاموں کے لئے مسلمانوں کو اتنا مال دینے کا پابند بنائے جس سے ضروریات اور فلاحی کام پورے ہو سکیں۔ اگر ضرورت کے مطابق زکوٰۃ جمع ہو جائے تو حکومت کو کسی دوسرے ٹیکس وصول کرنے کا کوئی حق نہیں۔

محمد عمارۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ عطیہ صقر

على الرغم من تقصي هذا البحث بسرعة إلا أنني لمست فيه على نقاط هامة تتمثل بوضوح أنه يوضح نظام الاقتصاد الإسلامي تطبق فيه صورة للعبادة إلى جانب أنه شرط لصلاحها من ... المختلفة ... لتحقيق المصالح الدولة، كما أعجبني ذكر المراجع بدقة مع كثرتها وتنوعها، وهذا سلوك في البحث يشكر عليه صاحبه، ونرجو له المزيد من البركات في مجالات أخرى.

عطية صقر

١٠/٦/١٩٨٦

اگرچہ میں نے یہ مقالہ جلدی میں پڑھا ہے لیکن اس کے باوجود بعض اہم نکات میری توجہ کا مرکز بنے ہیں جن پر اس مضمون کا دارومدار ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلامی اقتصادی نظام کو نافذ کیا جائے۔ کیونکہ اس میں اجتماعی عبادت ہے اور حکومت کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی تعلیم کو پوری طرح اپنایا جائے۔

اسی طرح مقالہ نگار نے جس عمدگی اور کثرت کے ساتھ حوالے پیش کئے ہیں، اُن پر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ یہ ایسا اسلوب ہے کہ جس پر وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ ایسے دوسرے مضامین پر بھی قلم اٹھائیں گے۔

دستخط عطیہ صقر

۱۰ جون ۱۹۸۶ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ عبد الحفیظ فرغلی علی القرنی

هذا بحث قيم ونرجو أن يجعله الله أولى الأمر إلى الأخذ به وتطبيقه لأن فيه إحياء لروح الإسلام الذي يسعد البشر ويشيع الأمن والأمان ويعيد إلى [illegible] والإسلام غني بمبادئه الاقتصادية الكلية ومن مقدمتها فرع الزكاة التي تحدث عنها الأستاذ الباحث بإفاضة بالغة . جزاه الله ووفقه إلى مزيد من البحوث الإسلامية وجزاه عن الإسلام والمسلمين خيرا . وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه والحمد لله رب العالمين .

عبد الحفيظ فرغلي علي القرني
القاهرة في ٢ من شوال ١٤٠٦هـ
[illegible] ١٩٨٦م

یہ مقالہ بڑی عمدہ بحث ہے۔ [illegible] کرنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ اس میں اسلامی روح کی احیاء ہے۔ اس سے اطمینان حاصل ہوتا ہے انسان سعادت مند ہو جاتا ہے اور امن و امان پھیلتا ہے۔ اسلام اپنے حکیمانہ اقتصادی مباحث میں دوسرے تمام نظاموں سے مستغنی ہے۔ اور اس کا [illegible] زکوٰۃ ہے جس کے بارے میں الاستاذ مقالہ نگار نے بڑی وضاحت کے ساتھ بحث کی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ [illegible] کی توفیق عطا فرمائے۔ اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ [illegible]

۲ شوال ۱۴۰۶ھ

[illegible] ۱۹۸۶ء

[illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالرؤف شلبی

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
۱۸/۶/۸۶ء

بے شک یہ بحث بڑی گہری، مختصر اور جامع ہے۔ اس میں اسلامی فکر کی دعوت ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اس سے ہمیں نفع دے۔ اور مسلمانوں کو اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دستخط

ڈاکٹر عبدالرؤف شلبی

۸ جون ۸۶ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

قرأت هذا البحث فأعجبني فيه دقة الباحث وسعة اطلاعه وإثبات الرأي في كل مسألة وعرض جليل واف بموضوعه وأن نظام الزكاة نظام كامل صالح لكل زمان ومكان كما أراده الشارع الأعظم الذي قال في محكم تنزيله «اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الإسلام دينا»

والمقارنة التي عقدها صاحب البحث بين نظام الضرائب وبين نظام الزكاة مقارنة دقيقة كشف فيها عما بين نظام الزكاة وما بين نظام الضرائب الظالم الذي فرضه المستعمر على الإسلام والمسلمين.

نظام الزكاة كاف لسد حاجات الدولة مهما تكاثرت ولو فرضنا أنه في وقت من الأوقات لم يعجز عن متطلبات الحياة فللحاكم المسلم العادل أن يفرض على الأغنياء بعد الشورى ما يسد هذا العجز عملا بالمصالح المرسلة

والله أسأل أن يوفق حكام المسلمين في كل قطر إلى العمل بشرع الله الحكيم العليم

محمد مصطفى شلبي
٨ شوال ١٤٠٦هـ
١٥ يونيه ١٩٨٦م

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ محمد مصطفیٰ شلبی

میں نے اس بحث یعنی انکم ٹیکس کی شرعی حیثیت کو پڑھا مقالہ نگار کی باریک بینی، وسعت معلومات اور فی الجملہ مسئلہ کو حوالوں سے ثابت کرنے کے اسلوب کو دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ انہوں نے اپنے موضوع کو بڑی اچھی طرح بیان کیا ہے۔

بے شک نظام زکوٰۃ ہر زمان و مکان کے لئے ایک کامل و مکمل نظام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

"میں نے آج کے دن آپ کے لئے آپ کے دین کو مکمل کر دیا اور آپ پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا۔ اور آپ کے لئے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا۔"

صاحب مقالہ نے نظام انکم ٹیکس اور نظام زکوٰۃ کے درمیان ایسی باریکی کے ساتھ مقارنہ و موازنہ کیا ہے کہ جس سے نظام زکوٰۃ کی خوبیاں اور اسلام اور مسلمانوں کی دشمن استعماری قوت کے ظالمانہ نظام ٹیکس کی برائیاں اجاگر ہو گئی ہیں۔

پس حکومت کی حاجات و ضروریات کو پورا کرنے کے لئے نظام زکوٰۃ کافی ہے، اگر ہم فرض کر لیں کہ حکومت کے لئے ایسا بھی وقت آ جائے کہ حاجات و ضروریات بڑھ جائیں اور بار بار مطالبہ کرنے پر بھی پوری نہ ہوں تو اس وقت عادل مسلمان حکمران کے لئے جائز ہو گا کہ مشاورت کے بعد اغنیاء سے ضرورت کے مطابق "مصالح مرسلہ" کے تحت مال حاصل کرے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ دنیا کے مسلمان حکمرانوں کو اللہ حکیم و خبیر کی شریعت کی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دستخط محمد مصطفیٰ شلبی

۱۶ جون ۱۹۸۶ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انکم ٹیکس کی شرعی حیثیت

الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان ولم یترکہ سدی کالحیران بل بعث الیہ رسولہ لتعلیم الحدیث والقرآن فمن عمل بہما دخل الجنان ومن اعرض عنہما دخل فی النیران والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء صاحب الحق والبرہان وعلی ازواجہ وذریاتہ واصحابہ الی یوم المیزان۔

"سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے انسان کی تخلیق کی اور اسے بول چال سکھائی اور اسے بھٹکنے کے لئے حیران و پریشان نہ چھوڑا بلکہ اس کی طرف یعنی بنی نوع انسان کی طرف اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تاکہ وہ ان کو قرآن و حدیث کی تعلیم دیں۔ پس جس نے قرآن و سنّت کے مطابق عمل کیا وہ جنّت میں داخل ہو گیا اور جس نے ان دونوں سے اعراض کیا وہ جہنّم کا ایندھن بن گیا اور سیّد الانبیاء صاحب الحق والبرہان صلی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کی ازواجِ مطہرات اور آپ کی اولاد اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر قیامت کے روز تک اللہ کی رحمتیں اور سلام ہو۔"

امابعد! قرآن پاک میں سُبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	"بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے
وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ	نیک عمل کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی۔
لَہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ فَلَاخَوۡفٌ	ان کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے پس ان
عَلَیۡہِمۡ وَلَاہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ [1]	پر نہ کوئی خوف اور نہ ہی وہ غمزدہ ہوں گے۔"

---

[1] سورۃ البقرۃ آیت ۲۷۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ [1]	"وہ لوگ جو اپنے مالوں کو ظاہر اور پوشیدہ طور پر دن رات خرچ کرتے ہیں۔ پس ان کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے اور نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمزدہ ہوں گے"
فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ [2]	"پس جس نے میری ہدایت کی اتباع کی پس ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمزدہ ہوں گے"
بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ [3]	"جس نے اپنے چہرے کو اللہ کے لئے جھکا دیا اس حال میں کہ وہ اللہ کی بندگی اور عبادت اچھی طرح کرنے والا ہو پس اس کے لئے اس کے رب کے پاس اجر ہے پس ایسے لوگوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے"
فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ [4]	"پس جو کوئی ایمان لایا اور اپنی اصلاح کی پس ایسے لوگوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمزدہ ہوں گے"
فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ [5]	"پس جو ڈر گیا اور اصلاح کی پس ایسے لوگوں پر کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمزدہ ہوں گے"
اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ [6]	"بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے اور پھر اس پر جم گئے پس ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمزدہ ہوں گے"
اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ	"اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔

---

[1] سورۃ البقرۃ آیت ۲۷۴ [2] سورۃ البقرۃ: آیت ۳۸ [3] سورۃ البقرہ۔ آیت ۱۱۲۔
[4] سورۃ الانعام۔ آیت ۴۸ [5] سورۃ الاعراف۔ آیت ۳۰ [6] سورۃ الاحقاف آیت ۱۳۔

17434

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ [1]	ان کو گمراہی کے اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔
اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ	"آگاہ ہو جاؤ بے شک اللہ کے
وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ	دوستوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمزدہ
اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَھُمُ الْبُشْرٰی	ہوں گے۔ وہی لوگ ہیں جو ایمان لاتے اور
فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ	(اللہ سے) ڈرا کرتے تھے ان کے لئے دنیا اور
لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ط	آخرت میں بشارت ہے اللہ کی بات بدل نہیں
ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ [2]	سکتی۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے"
وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ	"جس نے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم
مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ	کی اطاعت کی پس وہ لوگ ان کے ساتھ ہوں
النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ	گے جن پر اللہ نے انعام فرمائے وہ لوگ
وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ	انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صلحاء،
رَفِیْقًا [3]	ہونگے اور ان کا ساتھ بڑا ہی اچھا ساتھ ہوگا۔"
وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ	"جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
فَوْزًا عَظِیْمًا [4]	کی طاعت کی اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی"

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں۔ نماز قائم اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں دن رات اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں۔ اس کی ہدایت کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اس کو رب مان کر استقامت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس سے ڈرتے ہوئے برائی سے بچتے اور نیکی کمانے میں لگے رہتے ہیں۔ قرآن ان کو بشارت دیتا ہے کہ ان کے لیے ان کے رب کے پاس اجر ہے۔ اللہ ان کا دوست ہے۔ خوف و حزن سے محفوظ رہنے کی ان کو ضمانت دیتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول

---

[1] سورہ البقرۃ آیت ۲۵۸ [2] سورہ یونس آیت ۶۴ [3] سورہ النساء آیت ۶۹ [4] سورۃ الاحزاب آیت ۷۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والوں کو قرآن بتاتا ہے کہ وہ قیامت کے روز نبیوں علیہم السلام۔ صدیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جس کو اپنا کر میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا تو اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا۔ نماز مکتوبہ قائم کر۔ زکوٰۃ مفروضہ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے نہ اس میں کچھ کمی کروں گا اور نہ ہی اس پر کچھ بڑھاؤں گا۔ جب وہ واپس پلٹا تو آپ نے فرمایا جس کو پسند ہو کہ کسی جنتی کو دیکھ لے پس وہ اس شخص کو دیکھ لے[۱]

قرآن وسنت کی رُو سے وہ شخص جنتی ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے نام پر وجود میں آنے والے پاکستان کے مُروّجہ قانون انکم ٹیکس کے تحت ہر وہ چور ہے جو اس ٹیکس کو ادا کرنے میں ناکام ہو جاتا ہے۔ جو محکمہ کی طرف سے اُس پر عائد ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ کتنا ہی متقی اور پرہیزگار انسان کیوں نہ ہو۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے تقاضوں کو پُورا کرنے کے لئے کوشاں رہتا ہو۔

اگر کہا جائے کہ اَطِيْعُوا اللّٰهَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ بھی ہے۔ لہٰذا اولی الامر اسلامی حکومت کی فلاح وبہبود کے لئے جو مناسب جانیں کاروباری حضرات پر عائد کر سکتے ہیں۔

عجیب بات ہے کہ جہاں اولی الامر منکم کی اطاعت اُمّتِ محمدیہ پر واجب رکھی گئی وہاں باہمی سہولت کے لئے دونوں کو اس کا بھی پابند کر دیا گیا۔

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ[۲]

"اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرتا ہے پس اُن کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے"

---

[۱] بخاری، ص ۱۸۷، فتح الباری، ص ۲۶۱ - ج ۳ - مشکوٰۃ، ص ۱۲ - مسلم ص ۱۳ - مسند احمد، ص ۲۴۲ - ۲۴۳ - ج ۲

[۲] سورۃ النساء، آیت ۸۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے اولی الامر منکم کی اطاعت اُسی وقت واجب ہوتی ہے۔ جب وہ قرآن وسُنّت کو نافذ کرنے کی کوشش کریں۔ عوام کے سامنے عملی طور پر خود اپنا نمونہ پیش کریں۔ قرآن وسنت سے ہٹ کر اُمّتِ محمدیہ سے جبری طور پر جو وصول کیا جائے گا ظلم ہوگا۔ اسلام سے پہلے بھی ایسے ٹیکس وصول کئے جاتے تھے۔ اسلام نے مسلمانوں کے لئے ان کو ختم کر کے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا۔ اس لئے کہ یہ اسلامی۔ اقتصادی ومالی نظام کی بنیاد اور اصل ہے۔ دنیا کا کوئی بھی نظامِ حیات مالی نظام کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ جب ہم اسلام کو مکمل ضابطۂ حیات کہتے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ اسلام کا اپنا مالی نظام ہے۔ جسے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیّبہ میں نافذ فرمایا۔ اور خُلفائے راشدینؓ نے اس کو آگے بڑھایا۔ بیت المال میں زیادہ تر زکوٰۃ ہی جمع ہوا کرتی تھی۔ بعد میں مالِ غنیمت اور خراج میں بھی اضافہ ہوگیا۔ حکومت کا نظام چلانے کے لئے بیت المال کو استعمال کیا جاتا تھا۔ ہمیں کوئی ایسی روایت نہیں ملتی جس میں یہ صراحت موجود ہو کہ بیت المال میں مختلف مصارف کے لئے علیحدہ علیحدہ حساب رکھا جاتا تھا جو آتا بیت المال کا حصّہ بن جاتا اور سارے خرچ ؍ اخراجات اس سے پُورے کئے جاتے۔ اگر آج بھی اس طریقہ کو اپنایا جائے تو ہم غیر اسلامی نظام سے مستغنی ہوسکتے ہیں۔

اسلام سے پہلے جو ٹیکس تھے۔ اسلام نے ان کو کس طرح ختم کیا یا غیر مسلموں کے لئے منظم کیا۔ ان کی تفصیل بیان کی جاتی ہے تاکہ معلوم ہوسکے کہ اسلام سے پہلے جو مالی نظام تھا وہ کتنا جابرانہ اور ظالمانہ تھا۔ اسلام نے اس کی جگہ منصفانہ اور عادلانہ نظامِ زکوٰۃ کس طرح رائج کیا جس سے امیری اور غریبی کا فرق مٹ گیا اور ایک ایسا وقت آیا کہ مسلمانوں میں کوئی زکوٰۃ وصول کرنے والا نہ رہا۔

ا۔ مکس۔ الماکس اور المکّاس

احادیث میں ٹیکس کے لئے مکس کا الفاظ استعمال ہوا ہے ٹیکس وصول کرنے والے کو الماکس یا المکّاس یا صاحب المکس کہا جاتا تھا جو زمانہ جاہلیت میں لوگوں سے زبردستی ٹیکس وصول کیا کرتا تھا[1]

---

[1] کتاب الاموال ص ۹۹ ۴؎ مسند احمد جلد ۴ ص ۱۰۹، الفتح الربانی جلد ۵ صفحہ ۱۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے شخص کے بارے میں سیّد الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

ان صاحب المکس فی النار[1] "بے شک ٹیکس وصول کرنے والا جہنم میں ہوگا"

آپ نے یہ بھی فرمایا :۔

لا یدخل الجنّة صاحب مکس یعنی العشار[2] "تجارتی عشر وصول کرنے والا جنّت میں داخل نہیں ہوگا"

حافظ زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذری المتوفی ۶۵۶ھ نے لکھا ہے ۔

اما الآن فانھم یاخذون مکسا باسم العشر ومکوسا اُخر لیس لھا اسم بل شیٔ یاخذونہ حراما سحتا و یاکلونہ فی بطونھم نارا حجتھم فیہ داحضة عند ربّھم وعلیھم غضب ولھم عذاب شدید[3]

"آج کل جو ٹیکس یا مکوس عشر کے نام پر لوگ ٹیکس وصول کر رہے ہیں ۔ اس کا کوئی نام ہی نہیں بلکہ وہ ناجائز اور حرام ہے ۔ اس کی وصولی سے وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں ۔ اپنے رب کے پاس ان کی حجّت نہیں چلے گی اور ان پر غضب ہوگا اور ان کے لئے سخت عذاب ہوگا "

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے بھی ناجائز قسم کے ٹیکس وصول کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے ۔ جس کی مذمّت حافظ منذری نے اپنے وقت میں کی ۔

---

[1] کتاب الاموال ص ۶۹۴ مسند احمد ص ۱۰۹ ج ۴ ۔ الفتح الربانی ، ص ۱۷ ، ج ۱۵ ۔ الترغیب والترہیب ص ۵۶۶

[2] دارمی ص ۲۰۹ ، مسند احمد ص ۱۴۲ ۔ ۱۵۰ ج ۴ ۔ کتاب الاموال ص ۶۹۴ ۔ المستدرک ج ۱ ص ۴۰۴ ابوداؤد ص ۴۰۸ ۔ ابن خزیمہ ۔ الترغیب والترہیب ۔ ج ۱ ص ۵۶۶ ۔

[3] الترغیب والترہیب ص ۵۶۷ ۔ ج ۱ ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح مسند احمد کے شارح احمد عبدالرحمٰن البنا ساعاتی نے بھی واضح کیا ہے۔

ان المکس من اعظم الذنوب وذلك لکثرۃ مطالبات النّاس ومظلماتهم وصرفها فی غیر وجهها [1] انما کان فی النّار لظلمه النّاس واخذ اموالهم بدون حق شرعی فان استحل ذلك کان فی النّار خالدا فیها ابدا لانه کافر والا فیعذب فیها مع عصاۃ المؤمنین ماشاء الله ثمّ یخرج ویدخل الجنّة [2]

"بے شک ٹیکس گناہ کبیرہ میں سے ہے یہ اس لئے کہ لوگوں سے کثرت کے ساتھ مطالبے کئے جاتے ہیں اور وصول نہ ہونے کی صورت میں ان پر ظلم کئے جاتے ہیں اور وصول کر کے ان کا غلط استعمال ہوتا ہے" "جہنم میں صاحب المکس اس لئے جائے گا کہ اس نے لوگوں پر ظلم کیا۔ ان سے شرعی حق کے بغیر مال وصول کیا اگر اسے حلال سمجھے گا تو آگ میں ہمیشہ رہے گا اس لیے کہ وہ کافر ہے اگر حلال نہیں سمجھے گا تو گنہگار ہوگا۔ گنہگار ایمان والوں کے ساتھ عذاب دیا جائے گا پھر اللہ جب چاہے گا آگ سے نکال کر جنت میں داخل فرمائے گا۔"

۲۔ جزیہ

ٹیکس کے لئے دوسرا لفظ جِزْیَۃٌ (جبایۃ) استعمال ہوا ہے۔

جزیہ اس ٹیکس کو کہا جاتا تھا جو غیر مسلموں سے ان کی جانوں اور مالوں کی حفاظت کے بدلے وصول کیا جاتا تھا [3]

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے نقل کیا ہے یہ ۸ھ یا ۹ھ میں اس وقت وصول کیا گیا جب اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا: [4]

---

[1] الفتح الربانی۔ حاشیہ۔ ص ۱۸ [2] الفتح الربانی۔ حاشیہ۔ ص ۱۷

[3] مفردات القرآن: ج ۶۔ ص ۲۱۸۔ تفسیر کبیر ص ۲۱۸ ج ۴ [4] فتح الباری: ج ۶۔ ص ۲۵۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ	"اہل کتاب میں سے ان لوگوں کے ساتھ
وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ	قتال کرو جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان نہیں
مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا	رکھتے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ	نے جو حرام کیا ہے اُسے حرام نہیں ٹھہراتے
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى	اور دین حق کو نہیں اپناتے یہاں تک کہ
يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ	وہ ذلیل و رسوا ہو کر اپنے ہاتھ سے
هُمْ صٰغِرُوْنَ. ۲۹ التوبہ	جزیہ دیں "

اسی آیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت عمر فاروقؓ کو مجوسیوں سے جزیہ وصول کرنے میں تردّد تھا۔ جب عبدالرحمٰن بن عوف نے گواہی دے دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا تو انہوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کے مطابق عمل کیا[۱]

خلفاء راشدینؓ کا یہ بھی دستور تھا کہ جزیہ وصول کرنے میں نرمی کی جائے۔ اور ذمیوں پر جزیہ ان کی استطاعت کے مطابق مقرر کیا جائے۔

ابن ابی نجیح نے مجاہد سے پوچھا۔

ما شان اهل الشام عليهم	"کیا بات ہے کہ اہل شام کے لئے ہر شخص پر
اربعة دنانير واهل اليمن	چار دینار اور اہل یمن کے ہر فرد پر ایک دینار
عليهم دينار؟ قال ذلك	جزیہ ہے؟ (مجاہد) نے کہا یہ اس لیے کہ
من قبل اليسار[۲]	اہل شام آسودہ حال ہیں "

اہل یمن کی مالی کمزوری کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان پر آسانی کی گئی یہاں یہ بھی خیال رہے کہ جزیہ

---

[۱] دار قطنی، ج ۳، ص ۱۵۵۔ کنز العمال، ج ۴، ص ۵۰۲۔

[۲] مصنف عبد الرزاق، ۱۰۰۳۲۰۔ بخاری، ص ۴۴۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی ایجاد نہیں بلکہ انوشیروان پہلا شخص تھا جس نے اس کا آغاز کیا۔

اول من سن الجزیۃ کسری انوشیروان [1]	"سب سے پہلے جزیہ کسری نوشیروان نے شروع کیا"

۳۔ خراج

ٹیکس کے لئے تیسرا لفظ خراج استعمال ہوا ہے۔ یہ ٹیکس بھی غیر مسلم اہل ذمّہ پر لگایا گیا تھا بلکہ لوگوں پر نہیں درحقیقت زمینوں پر لگان تھا۔ مفتوحہ علاقوں میں زمینوں کو سابقہ مالکوں کے قبضہ میں رہنے دیا جاتا۔ اور ان سے علاقے کے اعتبار سے ٹیکس وصول کیا جاتا۔

امام غزالیؒ سے منقول ہے یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ حکومت وقت اگر مسلمانوں سے خراج کے طور پر مال لیتی ہے تو وہ ناجائز ہے۔ [2]

حضرت علاء بن الحضرمی سے مروی ہے۔

بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی البحرین فکنت اتی الحائط یکون بین الاخوۃ یسلم احدھم فاخذ من المسلم العشر و المشرک الخراج [3]	"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بحرین کی طرف بھیجا پس میں ایسے باغ میں آتا جس میں کئی بھائی شریک ہوتے۔ ان میں سے ایک مسلمان ہوتا پس میں مسلمان سے عشر لیتا اور مشرک سے خراج وصول کرتا۔"

خراج اس غلام سے بھی لیا جاتا تھا جو کسی ہنر میں مہارت رکھنے کی بناء پر کمائی کرتا اور اپنے آقا کو

---

www.KitaboSunnat.com

[1] المرغی: ۱۰-۹۶

[2] کیمیائے سعادت۔ ص ۱۰۱

[3] مسند احمد: ص ۵۲۔ ج ۵۔ ابن ماجہ۔ ص ۱۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طے شدہ خراج ادا کرتا۔

۴۔ ضَرِیبَۃٌ یا غلّۃ

ٹیکس کے لئے چوتھا لفظ ضریبۃ یا غلّۃ استعمال ہوا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مروی ہے۔

حجم ابو طیبۃ النبی صلی اللہ	"ابوطیبہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائیں،
علیہ وسلم فامر لہ بصاع	آپ نے اُن کے لئے صاع[2] یا دو صاع اناج دینے
او صاعین من طعام وکلم موالیہ	کا حکم فرمایا اور اُن کے موالی (مالکوں) سے بات کی
فخفف عن غلتہ او ضریبتہ[1]	ان کے ٹیکس میں تخفیف کر دی گئی"

یہاں بھی تخفیف کی بات ہو رہی ہے۔ بلکہ اگر کسی سے خراج (ٹیکس) کی وصولی میں سختی کی گئی۔ تو اس کا نوٹس لیا گیا۔

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے۔

انہ مر بالناس من اھل الذمۃ قد اقیموا	بے شک ان کا گزر شام میں اہل ذمہ
فی الشمس بالشام فقال ما ھؤلاء؟	میں سے کچھ لوگوں پر ہوا۔ جن کو دھوپ
قالوا بقی علیھم شیءٌ من الخراج	میں کھڑا کیا گیا تھا۔ انہوں نے پوچھا
فقال انی اشھد انی سمعت	یہ کون لوگ ہیں؟ ان کو بتایا گیا، کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	خراج کی رقم ان پر باقی ہے۔ انہوں
یقول ان اللہ عز وجل یعذب	نے کہا کہ بے شک میں گواہی دیتا
ان اللہ عز وجل	ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] بخاری: ص ۳۰۴

[2] صاع ایک پیمانہ ہے جس کا وزن دو سیر دس چھٹانک تین تولے چار ماشے ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يعذب يوم القيامة الذين يعذبون الناس قال وامير الناس يومئذ عمير بن سعد على فلسطين قال فدخل عليه فحدثه فخلى سبيلهم [1]	کو ارشاد فرماتے سنا۔ بے شک اللہ عزوجل ان کو قیامت کے روز عذاب دے گا جو (دنیا میں) لوگوں کو عذاب میں مبتلا کرتے ہیں۔ اُن دنوں فلسطین میں لوگوں کے امیر عمیر بن سعدؓ تھے۔ حضرت حکیمؓ اُن کے پاس گئے۔ اور اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائی۔ عمیر نے اہل ذمہ کو چھوڑ دیا [1]

۵۔ عُشور

ٹیکس کے لئے پانچواں لفظ عشور استعمال ہوا ہے۔

اس سے بھی مراد اسلامی عُشر یا عشور الصدقات نہیں بلکہ یہ وہ تجارتی عشور تھا جو یہود و نصاریٰ سے مسلمانوں کے علاقوں میں تجارت کرنے کی وجہ سے وصول کیا جاتا تھا [2]

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ان سے فرمایا:۔

خذ من المسلمين من كل اربعين درهما درهما ومن اهل الذمة من كل عشرين درهما درهما وممن لا ذمة له من كل عشرة دراهم درهما [3]	مسلمانوں سے ہر چالیس درہم پر ایک درہم (۲½ فیصد) اہل ذمہ سے ہر بیس درہم پر ایک درہم (۵ فیصد) اور جو اہل ذمہ نہیں۔ ان سے ہر دس درہم پر ایک درہم (دس فیصد) وصول کرو [3]

---

[1] مسلم: ص ۳۲۷ ۔ مسند احمد جلد ۳ ۔ ص ۴۰۳

[2] ابوداؤد: ص ۴۳۲ ۔ نیل الاوطار ج ۸ ۔ ص ۶۶ ۔ کنزالعمال حاشیہ مسند احمد ۔ ص ۲۳

[3] المحلی ابن حزم ۔ ص ۱۱۵ ۔ ج ۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیل الاوطار کے مطابق زید بن حدیر کو بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہی حکم ملا۔ ان حوالوں سے عیاں ہوا کہ ٹیکس کی جو بھی صورتیں تھیں ان کی ادائیگی غیر مسلموں پر واجب تھی مسلمانوں کو ان تمام ٹیکسوں کے بوجھ سے محفوظ رکھا گیا ہے۔

سعید بن زید سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

یا معشر العرب احمدوا اللہ	"اے عرب کے گروہ، اللہ کی حمد وثنا
الذی رفع عنکم العشور[1]	بیان کرو جس نے تم سے عشور کو ہٹا دیا"

احمد عبدالرحمٰن البنا الساعاتی نے حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے۔

یعنی ما کانت تاخذہ ملوکھم	"یعنی وہ ٹیکس اور عشور وغیرہ جو ان کے
ورؤساء قبائلھم منھم من	بادشاہ اور قبائل کے سردار ان سے
المکس ونحو ذلک[2]	وصول کیا کرتے تھے"

ابو عبید نے نقل کیا ہے۔

انہ قد کان لہ اصل فی	"اس کی بنیاد جہالت کے زمانے میں
الجاھلیۃ یفعلہ ملوک العرب	رکھی گئی۔ جب عرب وعجم کے بادشاہوں
والعجم جمیعا فکانت	کا یہ طریقہ بن گیا کہ اپنے پاس سے گزرنے
سنتھم ان یاخذوا من التجار	والے تاجروں سے ان کے مالوں پر دس
عشر اموالھم اذا مروا بھم[3]	فیصد ٹیکس وصول کرتے تھے"۔

لیکن جب سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے عشور کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:۔

---

[1] مسند احمد ص ۱۹۰، ج ۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ ص ۱۹۷، ج ۳۔ مجمع الزوائد: ص ۸۷، ج ۳۔ الفتح الربانی: ص ۱۹۔ ج ۱۵

[2] الفتح الربانی حاشیہ ص ۱۹۔ ج ۱۵۔ [3] کتاب الاموال۔ ص ۴۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انما العشور على اليهود والنصارى — "بے شک عشور یہود ونصاریٰ پر ہے۔
وليس على المسلمين عشور[1] — مسلمانوں پر عشور نہیں"

اسی لئے مسند احمد کے شارح احمد عبدالرحمٰن البناساعاتی نے واضح کردیا کہ مسلمانوں سے وہی وصول کیا جائے گا۔ جو صدقات وزکوٰۃ کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض کیا ہے مسلمانوں سے ٹیکس یا اس کی مثل کچھ بھی وصول نہیں کیا جائے گا۔ اگر کیا جائے گا تو وہ جزیہ کی صورت اختیار کرجائے گا[2]

امام ترمذی نے اپنی جامع الترمذی میں باب باندھا ہے۔

باب ماجاء ليس على المسلمين جزيه — "مسلمانوں پر کوئی جزیہ نہیں اس کا باب

پھر انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا يصلح قبلتان فى ارض واحدة — ایک زمین میں دو قبلے درست نہیں
وليس على المسلمين جزية[3] — اور مسلمانوں پر جزیہ نہیں۔

امام احمد بن حنبل، امام ابوداؤد اور علامہ شوکانی سے بھی یہی منقول ہے کہ مسلمانوں پر کوئی ٹیکس نہیں[4]
امام ترمذیؒ نے یہ بھی لکھا ہے۔

والعمل على هذا عند عامة اهل العلم — عام اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے

یہ بھی منقول ہے۔

ان النصرانى اذا اسلم وضعت — بے شک نصرانی جب مسلمان ہوجائے گا
جزية رقبته۔ — تو اس سے جزیہ نہیں لیا جائے گا۔

---

[1] ابوداؤد ص ۴۳۲، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۹۲ ج ۳ [2] الفتح الربانی حاشیہ ص ۱۷۔ ج ۱۵

[3] الترمذی: ص ۱۰۹ ج ۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ ص ۱۹۷۔ ج ۳

[4] ابوداؤد۔ ص ۴۳۲۔ نیل الاوطار: ج ۸۔ ص ۶۴۔ مسند احمد۔ ج ۱: ص ۲۲۳ تا ۲۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں امام ابو حنیفہؒ کا قول نقل کیا ہے۔

تسقط الجزية بالاسلام والموت عند ابی حنيفة لقوله عليه السلام ليس على مسلم جزية[1]	"امام ابو حنیفہ کے نزدیک (غیر مسلم) سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اسلام لانے یا مرجانے سے جزیہ ساقط ہوجاتا ہے"

امام ابن ابی شیبہؒ سے منقول ہے۔

كان ابو حنيفة يقول لا يجتمع خراج وزكوة على رجل[2]	"امام ابو حنیفہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی شخص پر خراج اور زکوٰۃ جمع نہیں ہوسکتے"

علامہ شوکانی کی تحقیق ہے۔

اى ليس عليهم غير الزكاة من الضرائب والمكس ونحوها[3]	"یعنی مسلمانوں پر سوائے زکوٰۃ کے کوئی ٹیکس وغیرہ نہیں"

حرب بن عبید اللہ الثقفی کے خالو سے مروی ہے۔ میں نے اپنی قوم کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔

أعشرها؟ فقال انما العشور على اليهود والنصارى وليس على اهل الاسلام عشور[4]	"کیا میں اپنی قوم سے عشور وصول کیا کروں؟ آپ نے فرمایا۔ بے شک عشور یہود ونصاریٰ پر ہے۔ اہل اسلام پر عشور نہیں"

مسلمانوں پر صرف زکوٰۃ فرض ہے عشر بھی زکوٰۃ کی ایک صورت ہے

اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ کو جس کی ادائیگی کا پابند بنایا ہے وہ ٹیکس نہیں بلکہ زکوٰۃ کی صورت

---

[1] تفسیر کبیر، ص ۶۱۹۔ ج ۲ [2] مصنف ابن ابی شیبة: ج ۳۔ ص ۲۰۱

[3] نیل الاوطار: ج ۸۔ ص ۴۰ [4] الفتح الربانی: ج ۱۵۔ ص ۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں ایک فریضہ ہے جیسا کہ سورہ توبہ میں فرمایا۔ فریضۃ من اللہ ارکانِ خمسہ میں سے ایک رکن ہے۔ جو ہر صاحبِ نصاب پر فرض ہے۔ جو مسلمان اس کی ادائیگی کا منکر ہوگا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مانعینِ زکوٰۃ سے جہاد و قتال کیا۔ تلوار کی نوک پر ان سے زکوٰۃ وصول کی۔ مسلمانوں پر زکوٰۃ کے علاوہ کوئی ٹیکس نہیں اور جب زکوٰۃ ادا کر دیتا ہے تو دینی فریضے سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اذا ادیت زکوٰۃ مالك فقد قضیت ما علیك [1]	"جب تو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دے تو جو کچھ تجھ پر فرض تھا تو نے اسے پورا کر دیا"

فاطمہؓ بنت قیس کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا۔

لیس فی المال حق سوی الزکاۃ [2]	"مال میں زکوٰۃ کے علاوہ کچھ فرض نہیں"

ترمذی کی روایت کا ٹکڑا ہے کہ ایک شخص نے زکوٰۃ کے بارے میں دریافت کیا کہ اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ فرض ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ اگر تو کچھ دے گا تو وہ صدقہ ہوگا۔

امام ابوالحسن بن محمد بن حبیب البصری البغدادی الماوردی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارک کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے لکھا ہے۔

ولا یجب علی المسلم فی ماله حق سواها [3]	"مسلمان کے مال میں سوائے زکوٰۃ کے اور کچھ فرض نہیں"

علامہ علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی المتوفی ۹۷۵ھ نے نقل کیا ہے۔

ان تمام اسلامکم ان تؤدوا زکوٰۃ اموالکم [4]	"تمہارا اسلام کو پورا کرنا یہ ہے کہ تم اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو"

---

[1] ترمذی ج ۱ ص ۱۰۷۔ ابن ماجہ ص ۱۲۸۔ فتح الباری ج ۳ ص ۲۷۲۔ زوائد ابن حبان ص ۲۰۴۔ کنز العمال: ج ۶۔ ص ۲۹۳

[2] کنز العمال ص ۳۲۳ ج ۶۔ المیزان الکبری، ص ۲۔ ج ۲ [3] احکام السلطانیہ: ص ۱۱۳ [4] کنز العمال: ج ۶ ص ۲۹۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ اللہ کے رسول!

دلنی علی عمل اذا عملته دخلت الجنة قال تعبد الله ولا تشرك به شيئا و تقيم الصلوٰة المكتوبة وتؤدی الزکوٰة المفروضة وتصوم رمضان قال والذی نفسی بیده لا ازید علی هذا فلما ولی قال النبی صلی الله علیه وسلم من سره ان ینظر الی رجل من اهل الجنة فلینظر الی هذا [1]	"مجھے ایسا عمل بتائیں جسے میں کر کے جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا، اللہ کی عبادت کر۔ اور اس کے ساتھ شرک نہ کر۔ فرض نماز قائم کر۔ زکوٰۃ مفروضہ ادا کر۔ رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے کہا۔ قسم ہے اُس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں اس سے نہ زیادہ کروں گا اور نہ ہی کچھ کم کروں گا۔ جب وہ لوٹنے لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پسند کرتا ہے کہ کسی جنتی کو دیکھے وہ اس شخص کو دیکھ لے"

حضرت معاذؓ کو جب آپؐ نے عامل بنا کر بھیجا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:۔

ادعهم الی شهادة ان لا اله الا الله وانی رسول الله فان اطاعوا لذلك فاعلمهم ان الله افترض علیهم خمس صلوات فی کل	" ان کو لا الٰہ الا اللہ کی دعوت دینا اور بتانا کہ بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں

---

[1] بخاری۔ ص ۱۸۷ مشکوٰۃ ص ۱۲ مسلم ص ۳۱۔ مسند احمد ص ۳۴۲-۳۴۳ ج ۲

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يوم وليلة فان اطاعوا لذلك	اگر وہ یہ بھی مان لیں تو ان کو بتانا کہ
فاعلمهم ان الله افترض	بے شک اللہ نے ان کے مالوں میں
عليهم صدقة فى اموالهم	صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے امیروں
تؤخذ من اغنيائهم وترد	سے لیا جائے گا اور ان کے غریبوں
على فقرائهم [1]	پر لوٹایا جائے گا"

دوسری روایت کے مطابق آپ نے ارشاد فرمایا :-

فاخبرهم ان الله فرض	" پس ان کو آگاہ کرنا کہ بے شک اللہ نے
عليهم زكوٰة فى اموالهم [2]	ان کے مالوں پر زکوٰۃ فرض کی ہے"

اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے لئے صدقہ کا بھی لفظ استعمال ہوا ہے۔

تیسری روایت کے الفاظ میں آپ نے فرمایا۔

فان اطاعوا لك بذالك فاياك	اگر وہ تمہاری (زکوٰۃ دینے میں) اطاعت کریں
وكرائم اموالهم واتق دعوة	تو ان کے اچھے مال (زکوٰۃ میں لینے) سے اجتناب
المظلوم فانه ليس بينها	کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا اس لیے کہ اللہ اور
وبين الله حجاب [3]	اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں"

صحیح بخاری کی روایات اور دیگر حوالہ جات سے بالکل واضح ہو گیا کہ مسلمان پر صرف زکوٰۃ واجب ہے۔ جو ہر صاحب نصاب کو ہر حال میں ادا کرنی ہے۔ اس کے ساتھ ہی عامل کو ظلم کرنے سے روکا گیا ہے۔ اُسے یہ بھی حق نہیں کہ اپنی پسند کا جو مال چاہے زکوٰۃ کی صورت میں زبردستی وصول کرے۔ اگر حق سے کچھ زیادہ لینا چاہے تو اس کی بھی اس کو اجازت نہیں ہے۔

---

[1] بخاری : ص ۱۸۷ ۔ مسلم ص ۳۶ ج ۱ ۔ نسائی : ص ۲۴۰ ج ۱ ۔

[2] بخاری : ص ۱۹۴ ۔ [3] بخاری : ص ۲۰۳ ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکر الصدیقؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت انسؓ کو بحرین کا عامل بناتے ہوئے تحریری حکم دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ صدقہ کا وہ فریضہ
ھذہ فریضۃ الصدقۃ التی	ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرض رسول اللہ صلّی اللہ علیہ	مسلمانوں پر فرض کیا اور یہ وہی ہے جس
وسلّم علی المسلمین والتی	کا حکم اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلی اللہ
امر اللہ بھا رسولہ فمن	علیہ وسلم کو دیا۔ پس مسلمانوں میں سے
سئلھا من المسلمین علیٰ	جس سے فریضہ کے مطابق طلب کیا
وجھھا فلیعطھا ومن سئلھا	جائے وہ ادا کرے اور جس سے اس سے
فوقھا فلا یعط [1]	زیادہ مانگا جائے وہ نہ دے ،،

صحیح بخاری جو کہ آج کل مدارس میں متداول ہے۔ اس میں فلا یعط کے نیچے بین السطور لکھا ہوا ہے۔

ای زائدا علی الفریضۃ المعینۃ۔

یعنی فرض معینہ سے جب زیادہ طلب کیا جائے۔

شاہ ولی اللہ نے بھی یہی لکھا ہے کہ جب زیادہ مانگا جائے تو نہ دے [2]

اِسلام ہمارے لئے مکمّل ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں بُنیادی باتوں کی ہمارے لئے پوری پُوری وضاحت کردی گئی ہے۔

احادیث میں زکوٰۃ کے ابواب میں سونے۔ چاندی۔ نقدی۔ جانوروں ، اناج اور پھلوں پر جو کچھ

---

[1] بخاری ۱۹۵ ۔ نیل الاوطار ۱۳۳ ج ۴ ؛ الام ۴ ج ۲ ۔ مجمع الفوائد ص ۲۴۸ ۔ نسائی ص ۲۷۴ ج ۱ کنز الاعمال ص ۵۲۸ ج ۶

[2] حجۃ البالغہ (مترجم) ص ۱۵۳ ۔ مترجم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واجب ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل موجود ہے۔

عُشر (دسواں حصّہ) اور نصف عُشر (بیسواں حصہ) بھی زکوٰۃ ہی کی ایک صورت ہے۔ قدرتی وسائل سے سیراب ہونے والی زمین کی پیداوار میں عُشر اور مصنوعی ذرائع سے سیراب ہونے والی کی پیداوار پر نصف عشر واجب ہوتا ہے۔

تجار کے تجارتی سامان میں ۲½ فی صد زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

قرآن حکیم میں زکوٰۃ اور صدقات کے ساتھ انفاق فی سبیل کا بھی ذکر آیا ہے۔ ان تینوں میں نصاب کے مطابق فرض ہے اور باقی نفلی مالی عبادت ہوگی۔

ضحاک بن مزاحم سے مروی ہے۔

نسخت الزکاۃ کل حق فی المال[1] "زکوٰۃ نے مال کے ہر حق کو منسوخ کر دیا ہے"

اسلامی ریاست کا ابتدائی دَور

اسلامی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں حکومت اور مسلمانوں کو جتنی مال کی ضرورت تھی۔ بعد میں ویسی صورت کبھی بھی سامنے نہیں آئی لیکن اس کے باوجود ہمیں ایک بھی ایسی حدیث نہیں ملتی جس سے پتہ چلے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفاء راشدین نے زکوٰۃ و عشر کے علاوہ زبردستی ٹیکس لگا کر مال وصول کیا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی ضرورت پیش آئی تو آپ نے رضاکارانہ طور پر صدقہ کرنے کی ترغیب دلائی۔ غزوہ تبوک اس کی بہترین مثال ہے۔

اس تناظر میں غزوۃ الرقاع بھی دیکھ لینا چاہیئے جس کا نقشہ امام بخاریؒ نے یوں کھینچا ہے۔

ابو موسیٰؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ کے لئے نکلے۔ ہم چھ آدمیوں کے درمیان ایک اُونٹ تھا۔ ہم باری باری اس پر سوار ہوتے تھے جس کی بناء پر زیادہ پیدل

---

[1] ابن حزم۔ المحلی: ۶: ۱۵۸۔

کنز العمال ص ۲۹۷ ج ۶ کی روایت میں حق فی المال کی بجائے کل صدقۃ فی القرآن منقول ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلنے کی وجہ سے پاؤں زخمی ہوگئے۔ پاؤں کی انگلیوں کے ناخن اُتر گئے۔ ہم اپنے پاؤں پر چیتھڑے لپیٹتے تھے[1]۔ اسی وجہ سے اس غزوہ کا نام غزوہ ذات الرقاع پڑ گیا۔ اس حدیث کو دیکھ کر کسی شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں رہتی کہ جتنی مال کی ضرورت آپ کو اس وقت تھی اتنی کبھی بھی مسلمانوں کو نہیں ہوئی اس کے باوجود آپ نے اپنے جانثاروں پر کسی بھی صورت میں سختی نہ کی۔

اس سے بڑھ کر ضرورت اور کیا ہو سکتی ہے ؟ کہ سید الانبیاء مصطفیٰ و مجتبیٰ رحمۃ اللہ للعالمین خاتم النبیین امام المتقین رئیس المستغفرین نبی التوبہ نبی الرحمۃ بشیر نذیر سراج منیر صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ کی زرہ مبارک ایک یہودی کے پاس رہن تھی۔

عائشہ سے مروی ہے۔

توفی النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم ودرعۃ مرھونۃ عند یھودی بثلثین صاعا۔[2]	"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں فوت ہوئے کہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع کے بدلے گروی تھی"

آپ چاہتے تو ہر ذریعہ اور طریقہ سے مال حاصل کر سکتے تھے لیکن آپ نے اُمت کو مشکل سے محفوظ رکھنے کے لئے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس کو نمونہ بنا کر اُمّت کو پریشان کیا جاتا ٹیکسوں کا بوجھ ڈال کر حق وصداقت سے دُور کیا جاتا۔ جھوٹ وخیانت کی راہ پر چلایا جاتا۔

پیچیدہ مسئلہ

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر موجودہ مروّج انکم ٹیکس شرعی نہیں تو کیا اسے ختم کر دیا جائے۔ اگر ختم کر دیا جائے تو حکومت کی آمدنی کہاں سے ہوگی ؟ اتنے بڑے ملک کو چلانے کے لئے خرچ واخراجات کہاں سے آئیں گے ؟ خلفاء راشدین کے وقت میں تو فتوحات کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ مال غنیمت اور خراج کی رقم اتنی جمع ہو جاتی تھی کہ زکوٰۃ کی ان کو ضرورت ہی نہیں رہتی تھی۔ جمع بھی ہوتی تھی تو غرباء ومساکین

---

[1] صحیح بخاری: ص ۵۹۲ [2] صحیح بخاری: ص ۴۱۴

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر خرچ ہو جاتی تھی۔

دوسرا سوال یہ سامنے آتا ہے کہ اگر لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر لی جائے تو کیا اس کو حکومت چلانے کے لئے خرچ کیا جا سکتا ہے؟ ملک کے دفاع کی خاطر اسلحہ خریدا جا سکتا ہے؟ پل۔ سڑکیں اور رفاعی ادارے بنانے پر اس کا مصرف ہو سکتا ہے؟ کیونکہ زکوٰۃ کے مصارف تو قرآن مجید میں متعین کر دیئے گئے ہیں۔ مسئلہ تملیک کے تحت اس کا مستحق وہی ہوگا جو مالک ہونے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔

یہ اہم سوال ہیں جس کے بارے میں غور کر کے کوئی راہ نکالتی ہے۔ سب سے پہلے تو قرآن پاک کی آیت کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا	" اے ایمان والو! اسلام میں پورے
فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا	پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی
خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ	پیروی مت کرو۔ بے شک وہ تمہارا
عَدُوٌّ مُّبِينٌ [1]	ظاہرہ دشمن ہے "

جب ہم مسلمان ہونے کے دعوی کرتے ہیں اور نفاذِ اسلام کی کوشش بھی کی جا رہی ہے۔ لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ ہم قرآن حکیم کے مطابق اسلام میں پورے پورے داخل ہو جائیں کیونکہ اسی میں ہماری دنیوی اور اُخروی کامیابی کی ضمانت ہے۔ یہی ایک ایسا نظام ہے جو ہمارے تمام مالی مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ قرآن کے بیان کردہ مصارف سے باہر جانے کی بھی ضرورت نہیں۔ قرآنی مصارف میں فی سبیل اللہ ایک ایسا مصرف ہے جس میں وہ تمام کام آجاتے ہیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ بلکہ وہ کارِ خیر بھی شامل ہیں جن کے ذریعے اللہ کی خوشنودی کا حصول مطلوب ہوتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی ریاست کا قیام اللہ کے نام پر ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کا دفاع اور اس کی بقا و سلامتی پر جو کچھ خرچ ہوگا وہ بھی اللہ کے نام پر ہوگا۔

---

[1] البقرہ : ۲۰۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد جب ہو رہا ہو تو اُس وقت زکوٰۃ اسلحہ کی خریداری اور مجاہدین پر خرچ ہو سکتی ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ موجودہ دور کے تقاضوں کا اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اب جہاد کی وہ صورت باقی نہیں رہی جو آغازِ اسلام میں تھی۔ اَب جہاد کی تیاری ایک مسلسل عمل ہے۔ اسلحہ کی فراہمی میں سالوں سال لگ جاتے ہیں۔ لڑائی کے موقعہ پر طیارے اَور دوسرا اسلحہ حاصل کرنا ایک اَمرِ محال ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ میں اب اجتہاد کی ضرورت ہے۔ چنانچہ جہاد کی تیاری کو جہاد کا ہی حصّہ تصوّر کرتے ہوئے زکوٰۃ کے مصرف "فی سبیل اللہ" کو دفاعِ مملکت خداداد پاکستان پر خرچ کیا جانا چاہیئے۔

جب کہ اللہ سُبحانہ وتعالیٰ کا بھی یہ ارشاد ہے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ [1]	"جتنی بھی تم دشمن کے خلاف قوّت جمع کر سکتے ہو"

یہی معاملہ سڑکوں، پُلوں اَور دوسرے رفاہی کاموں کا ہے۔ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ کیا غرباء و مساکین کو ان سے فائدہ نہیں پہنچتا۔ کیا وہ مسافروں کی گزرگاہیں نہیں جب مقصُودِ اللہ کی مخلوق کی فلاح و بہبُود ہے تو زکوٰۃ ان پر خرچ کیوں نہیں ہو سکتی؟ مناسب ہے کہ اس سلسلہ میں بھی چند تفاسیر اور حوالوں کو دیکھ لیا جائے تاکہ یہ بھی مسئلہ صاف ہو جائے۔

امام احمد مصطفیٰ المراغی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

روی عن الامام احمد انه جعل الحج من سبیلھم ویدخل فی ذلك جمیع وجوہ الخیر من تکفین الموتیٰ و بناء الجسور والحصون و	امام احمدؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے حج کو فی سبیل اللہ میں رکھا اور وہ بھلائی کے تمام کاموں کو اس میں شامل کرتے تھے۔ جیسے لاوارث مردوں کی تکفین پُلوں، قلعوں اور مساجد کا بنانا اور اسی طرح

---

[1] سورۃ الانفال۔ آیت ۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمارة المساجد ونحو ذلك [1]	کے دوسرے کام بھی فی سبیل اللہ میں شمار کرتے تھے ،،

امام المراغیؒ نے مزید وضاحت یُوں کی ہے۔

والحق ان المراد بسبیل الله مصالح المسلمین العامة التی بھا قوام امر الدین و الدولة دون الافراد کتامین طرق الحجّ وتوفیر الماء والغذاء واسباب الصحة [2]	" اور حق یہ ہے کہ سبیل اللہ سے مراد عامۃ المسلمین کی بھلائی ہے۔ جس سے دین اور حکومت کا قائم رہنا وابستہ ہو۔ اسی طرح حج کے لئے استعمال ہونے والی راہیں، پانی کا مہیا کرنا، غذا اور اسباب صحت ہیں "

امام بیضاویؒ سے منقول ہے۔

وللصرف فی الجهاد بالانفاق علی المتطوعة وابتیاع الکراع والسلاح وقیل فی بناء القناطیر والمصانع [3]	" فی سبیل اللہ کے تحت زکوٰۃ کا ایک حصہ جہاد میں رضاکارانہ طور پر شامل ہونے والوں پر گھوڑوں اور اسلحہ کی خریداری پر خرچ ہونا چاہیئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کو پلوں اور کارخانے بنانے پر بھی خرچ کیا جانا چاہیئے "

امام فخر الدین رازیؒ نے نقل کیا ہے۔

قال المفسرون یعنی الغزاة قال الشافعی یجوز ان یاخذ من مال الزکوٰة وان کان	" مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے مراد غازی ہیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ غازی کے لئے جائز ہے کہ وہ غنی ہوتے ہوئے

---

[1] تفسیر المراغی ۔۔۔ ۱۴۵ [2] ایضاً [3] انوار التنزیل فی اسرار التاویل ۔۔۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غنیا وهو مذهب مالك و	بھی زکوٰۃ کا مال لے سکے۔ یہی مذہب
اسحاق وابی عبید قال ابوحنیفة	امام مالک، امام اسحاق اور امام ابوعبید
وصاحباه رحمهم الله لا	کا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے دونوں
یعطی الغازی الا اذا کان محتاجا	ساتھیوں نے کہا ہے کہ غازی کو صرف
واعلم ان ظاهر اللفظ فی	اس وقت دیا جائے جب وہ محتاج
قوله فی سبیل الله لا یوجب	ہو۔ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کا واضح لفظ
القصر علی کل الغزاة فلهذا	فی سبیل اللہ غازیوں تک ہی محدود
المعنی نقل القفال فی تفسیره	نہیں۔ اس معنی میں قفالؒ نے اپنی تفسیر
عن بعض الفقهاء انهم اجازوا	میں بعض فقہاء سے نقل کیا انہوں نے
صرف الصدقات الی جمیع	بھلائی کے تمام کاموں میں صدقات کو
وجوه الخیر من تکفین الموتی	خرچ کرنا جائز رکھا ہے جیسا کہ مُردوں کی
وبناء الحصون وعمارة	تکفین قلعوں اور مساجد کا بنانا اس لئے کہ
المساجد لان قوله فی	اللہ تعالیٰ کا ارشاد فی سبیل اللہ عام ہے
سبیل الله عام فی الکل۔[1]	قطب شہیدؒ نے بھی یہی نتیجہ نکالا ہے:
وذلك باب واسع یشمل	"یہ بڑا وسیع باب ہے جو جماعت کے
کل مصلحة للجماعة[2]	لئے ہر مصلحت کو گھیرے ہوئے ہے۔"

سید سابق نے ان سے اس طرح اتفاق کیا۔

انّ الله تعالی فرض فی	"بے شک اللہ تعالیٰ نے امیروں کے
اموال الاغنیاء صدقة لمواساة	مال میں غریبوں کی ہمدردی کے لئے

---

[1] : تفسیر کبیر : ۴ : ۸۰ [2] فی ظلال القرآن۔ ص ۱۴۵۴ : ج ۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفقراء ومن فی معناھم	اور ان کے لئے جو ان کی طرح ہوں اور عام
واقامة المصالح العامة [۱]	لوگوں کی فلاح وبہبود کے کاموں کے لئے حصہ فرض کیا"

عبدالعزیز بن صہیب سے مروی ہے کہ انس بن مالکؓ اور حسنؒ دونوں نے کہا۔

ما اعطیت فی الجسور والطرق	" جو کچھ تو نے پلوں اور سڑکوں کے لئے
فھی صدقة ماضیة (قاضیة) [۲]	دیا وہ مقبول صدقہ (زکوٰۃ) ہے۔

امام قاضی ابو یوسفؒ نے مصارف زکوٰۃ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

وسھم فی اصلاح طرق	" ایک حصہ مسلمانوں کی سڑکوں کی درستگی
المسلمین [۳]	پر بھی خرچ کیا جائے"

عبدالرحمٰن الجزیری نے مالکیوں کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ویصح ان یشتری من الزکاة	" زکوٰۃ کے مال سے جہاد کے لئے گھوڑوں
سلاح وخیل للجھاد [۴]	اور اسلحہ کا خریدنا درست ہے"

امام شافعی سے مروی ہے۔

یعطی الغزاة الحمولة	" غازیوں کو باربرداری اور سواری کے
والرحل والسلاح والنفقة	لئے جانور، اسلحہ، خرچہ اور کپڑے
والکسوة [۵]	دیئے جائیں"

امام محمد بن اسمٰعیل صنعانی نے بلوغ المرام کی شرح میں لکھا ہے:۔

کذلك الغازی یحل له ان	" اسی طرح غازی کے لئے حلال ہے
یتجھز من الزکاة وان	کہ اس کو زکوٰۃ کے مال سے تیار کیا جائے

---

[۱] فقه السنة: ۱: ۵۴۵ [۲] کتاب الاموال۔ ص ۵۰۹۔ مصنف ابن ابی شیبة ص ۱۶۶ ج ۳

[۳] کتاب الخراج ص ۱۸ [۴] الفقه علی المذاھب الاربعه ص ۶۲۳ [۵] کتاب الام: ج ۲ ص ۶۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كان غنيا لانه ساع في سبيل الله	اگرچہ وہ غنی ہی ہو۔اس لیے کہ وہ اللہ کی راہ
قال الشارح ويلحق به من كان	میں کوشش کرنے والا ہے۔شارح نے کہا اور
قائما بمصلحة عامة من	اس کے ساتھ اسے بھی ملایا جائے گا ، جو
مصالح المسلمين كالقضاة	مسلمانوں کے لئے بھلائی کے کاموں میں سے
والافتاء والتدريس وان كان	کوئی کام کر رہا ہو جیسا کہ قاضی بننا، فتویٰ دینا
غنيا وادخل ابو عبيد من كان	اور پڑھانا اگرچہ وہ غنی ہی کیوں نہ ہو۔ ابو عبید
في مصلحة عامة في العاملين	نے مصلحت عامہ میں لگے ہوئے عاملین کو بھی
واشار اليه البخاري قال باب	اس میں شامل کیا ہے اور امام بخاریؒ نے اس
رزق الحاكم والعاملين واراد	کی طرف اشارہ کرتے ہوئے باب باندھا ہے
بالرزق ما يرزقه الامام من	"حاکم اور عاملین کی تنخواہیں" اس سے انہوں نے
بيت المال لمن يقوم مصالح	ثابت کیا ہے کہ اس سے وہ وہ تنخواہ ہے جو
المسلمين كالقضاة والفتيا	امام بیت المال سے ان کو دیتا ہے جو مسلمانوں
والتدريس فله الاخذ من الزكاة	کی بھلائی میں معروف ہوتے ہیں جیسا کہ قاضی
فيما يقوم به مدة القيام	بننا فتویٰ دینا اور پڑھانا۔ ایسے لوگوں کو زکوٰۃ
بالمصلحة وان كان غنيا [1]	سے تنخواہ لینی اس وقت تک جائز ہے جب تک

وہ بھلائی کے کام پر مامور رہتے ہیں اگرچہ وہ غنی ہی کیوں نہ ہو۔"

اسی طرح ابن رشد الحفید المتوفی ۵۹۵ھ نے بھی قاضیوں اور لوگوں کی خدمت کرنے والوں کے بارے میں لکھا ہے انہوں نے فی سبیل اللہ سے مراد جہاد اور رباط بھی لیا ہے۔ امام شافعیؒ نے ایک واقعہ بھی اس سلسلہ میں نقل کیا ہے۔

قد روى ان عدي بن حاتم	"روایت کی گئی ہے کہ عدی بن حاتم

---

[1] سبل السلام ص ۱۴۵، ۱۴۶ ج ۲ بداية المجتهد۔ ص ۲۰۱، ج ۱۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتی ابابکر بنحو ثلثمائة بعیر صدقة قومہ فاعطاہ منھا ثلاثین بعیرا وامرہ بالجھاد مع خالد فجاھد بنحو من الف رجل [1]	حضرت ابوبکرؓ کے پاس اپنی قوم کے صدقہ کے تین سو اُونٹ لائے۔ ابوبکرؓ نے ان کو ان اونٹوں میں سے تیس اونٹ دیئے اور ان کو حکم دیا کہ خالدؓ کے ساتھ مل کر جہاد کرو۔ پس ایک ہزار کے قریب لوگوں نے جہاد کیا۔"

ابن حزم نے نقل کیا ہے۔

قیل قد روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الحج من فی سبیل اللہ وصح عن ابن عباس ان یعطی منھا فی الحج قلنا نعم وکل فعل خیر فھو فی سبیل اللہ تعالیٰ [2]	" یہ بھی کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ بے شک حج بھی فی سبیل اللہ میں سے ہے اور ابن عباسؓ سے صحیح مروی ہے کہ زکوٰۃ میں سے حج کے لئے دیا جائے۔ ہم کہتے ہیں ہاں ہر بھلائی کا کام اللہ تعالیٰ کی راہ میں سے ہے یعنی فی سبیل اللہ ہے"

مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے بھی اسی قسم کی رائے کا اظہار کیا ہے۔ بعض فقہاء نے یہاں تک توسیع سے کام لیا ہے کہ طاعتِ الٰہی میں ہر قسم کی جدوجہد کرنے والوں کو اس میں داخل کر دیا۔ [3]

علامہ رشید رضا نے بھی تفسیر المنار میں اس کی تائید کی ہے کہ فی سبیل اللہ سے مراد تمام شرعی مصالح عامہ ہیں۔ جن پر دین وحکومت کا دارومدار ہوتا ہے۔ ان میں سے مقدم جنگ کے لئے تیاری اسلحہ خریدنا فوجیوں کی خوراک کا بندوبست کرنا، ذرائع نقل وحرکت مہیا کرنا اور غازیوں کو تیار کرنا ہے۔

شیعہ حضرات کی کتابوں میں بھی اس پر اتفاق ہے کہ مالِ زکوٰۃ بھلائی کے ہر کام پر خرچ ہو سکتا ہے۔ مذکورہ حوالوں سے ثابت ہو جاتا ہے کہ شریعت نے فی سبیل اللہ میں کافی وسعت رکھی ہے۔

---

[1] الام: ص ۵، ج ۲ [2] المحلیٰ: ص ۱۵۱ ج ۶ [3] تفسیر ماجدی: پارہ ۱۰ ص ۱۱۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اس وسعت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے مالی نظام کو اسلامی تعلیم کے مطابق بنایا جا سکتا ہے۔ غیر اسلامی ٹیکسوں کو جاری رکھنے سے واضح ہوگا کہ اسلام نے جاہلیت کے جن ٹیکسوں کو ختم کیا ہم انہیں کو جاری رکھنے پر مصر ہیں۔ انگریزوں نے اپنے دورِ حکومت میں ہم پر جو عائد کئے ان کو (ISLAMIZE) کر رہے ہیں یا مسلمان حکمران غیر مسلم ذمیوں وغیرہ سے ان کی حفاظت کے بدلے جو ان سے وصول کیا کرتے تھے۔ وہی اسلامی حکومت اسلامی ریاست میں مسلمانوں سے وصول کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

حالانکہ اسلامی فلاحی ریاست میں اس کی گنجائش نہیں کیونکہ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مسلمان کے مال میں زکوٰۃ کے علاوہ کوئی حق نہیں۔ مسلمانوں نے جب بھی زکوٰۃ کے علاوہ کچھ دیا، یا خرچ کیا تو وہ رضا کارانہ طور پر اللہ کے ہاں اجر پانے کے لئے تھا۔ اگر کہا جائے کہ اس وقت مسلمانوں نے اپنے مال رضا کارانہ طور پر پیش کر دیئے تو اب ایسا ممکن کیوں نہیں؟ دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اب بھی ایسا ہوتا ہے اور ہوتا رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہوتا رہے گا۔ قوم پر جب آزمائش کا وقت آیا تو قوم نے ملک وملت اور دین کی خاطر نہ صرف مال پیش کیا بلکہ اپنی جانوں کی قربانی سے بھی دریغ نہ کیا۔ ماضی میں ہونے والی جنگوں میں پوری قوم ایثار وقربانی کا مجسمہ بن گئی۔

بات صرف اتنی ہے کہ قوم کو اعتماد میں لیا جائے۔ زکوٰۃ کو مستحقین میں خرچ کرنے کے ساتھ دفاعِ ملک پر بھی استعمال کیا جائے۔ غرباء ومساکین کی فلاح وبہبود کو مقدم رکھا جائے۔ اگر زکوٰۃ سے ملکی وقومی ضرورتیں پوری نہیں ہو پائیں تو قوم میں وہی جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانثاروں میں پیدا فرمایا۔ مسلمان قوم کا ہمیشہ ہی یہ امتیاز رہا ہے کہ جب بھی اللہ کے نام پر ان سے مانگا جاتا ہے تو یہ دل کھول کر پیش کر دیتی ہے۔

رہی یہ بات کہ زکوٰۃ کی صورت میں شاید اتنا مال لوگوں سے وصول نہ ہو جتنا ٹیکس کی صورت میں ہوتا ہے تو اس بارے میں اتنا ہی عرض کر دینا کافی ہوگا کہ لاہور میں ایک مذاکرے کے دوران جو عشر پر ہوا۔ حکومت پنجاب کے نمائندہ نے علماء کرام کو بتایا کہ اس وقت سارے پاکستان سے مالیہ کی وصول ہونے والی رقم ۳۰ کروڑ ہے جب کہ عشر کے بارے میں خیال ہے کہ سات سو کروڑ تک ہوگا ہو گو معلوم نہیں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت کو اندازے کے مطابق رقم وصول ہوئی کہ نہیں؟

یہاں یہ بھی خیال رہے کہ ٹیکس صرف نفع پہ عائد ہوتا ہے جب کہ زکوٰۃ مسلمان کے کل مال پہ فرض ہوتی ہے۔ ایک تاجر اپنے کاروبار کا ہر سال جائزہ لے کر کل اثاثہ پہ ۲½ فیصد زکوٰۃ ادا کرنے کا پابند ہے۔ گھر میں اگر سونا چاندی اتنا ہے کہ وہ زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچتا ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ ادا کرنی ہوتی ہے۔ لیکن موجودہ نظام ٹیکس کے مطابق ۲۴ ہزار روپے تک کوئی ٹیکس نہیں، جب کہ اسلامی نظام زکوٰۃ کے اعتبار سے اس رقم پہ ۶۰۰ روپے زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ زکوٰۃ انشاء اللہ تعالیٰ ہر حال میں ٹیکس سے زیادہ جمع ہوگی۔ حکومت کو اس سلسلہ میں فکرمند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مروجہ نظام ٹیکس کی وجہ سے تجار اور صنعت کاروں میں اضطراب پایا جاتا ہے اگر ان سے کہا جائے کہ جو کچھ ٹیکس کی صورت میں ادا کرتے ہو، اسے زکوٰۃ تصور کرتے ہوئے کچھ بڑھا دو تو وہ یقیناً حکومت کو مایوس نہیں کریں گے۔ انشاء اللہ

اگر تجار میں مایوسی بڑھتی ہی رہی تو اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلے گا لہٰذا ظلم و تعدی کے نظام کو ترک کر کے اسلامی نظام زکوٰۃ کو جتنی جلدی اپنا لیا جائے اتنا ہی ہمارے لیے اچھا ہوگا۔

شاہ ولی اللہؒ نے شہروں کی بربادی کی دو وجہوں میں سے ایک وجہ یہ بیان کی کہ کاشت کاروں تاجروں اور اہل حرفت پہ بھاری ٹیکس لگا دیا جائے پھر ان پہ سختی کی جائے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مزید وضاحت یوں کی ہے۔

کہ یہ انسانی فطرت ہے کہ جو مال وہ محنت و مشقت کے ساتھ کماتا ہے۔ اس میں سے حکومت کو اتنا دینا پسند کرتا ہے جو شرعی طور پر اس پر واجب ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ جب اس سے طلب کیا جائے تو وہ بچنے کی کوشش کرے گا۔ کاروبار پہ جتنی توجہ دینی ہوتی دے نہیں پائے گا۔ کاروبار کو بڑھانے اور پھیلانے کی بجائے گھٹانے اور سمیٹنے کی طرف مائل ہو جائے گا جس سے معیشت متاثر ہوگی۔ بے روزگاری بڑھے گی۔

نظام زکوٰۃ پہ روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے۔ ان شہروں میں جن کے باشندے صرف

ے [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان ہوں۔ بیت المال کے اندر سوائے زکوٰۃ کے اور کوئی مالِ کثیر نہیں ہوتا۔ اس واسطے اس میں وسعت دینا ضروری ہے تاکہ مالِ شہر کی ضروریات کو کافی ہو سکے ؎

اختتام

آخر میں حکومت سے التجا ہے کہ ایک سال کے لئے نظامِ زکوٰۃ کو کُلّی طور پر نافذ کر کے دیکھا جائے کہ آیا ٹیکس سے زیادہ رقم وصول ہوتی ہے کہ نہیں؟ اس کا آغاز اس طرح سے کیا جا سکتا ہے کہ (SELF-ASSESSMENT) سکیم میں وسعت پیدا کر کے ٹیکس دہندگان کو موقعہ دیا جائے کہ اگر وہ پسند کرتے ہوں تو وہ اپنا گوشوارہ نظامِ زکوٰۃ کے تحت داخل کریں لیکن یہ شرط عائد کر دی جائے کہ زکوٰۃ ٹیکس کی رقم سے کم از کم ۱۵ یا ۲۰ فی صد زیادہ ہو۔ یا جتنا ماضی میں زیادہ سے زیادہ ٹیکس دیا ہے اس سے زکوٰۃ کم نہ ہو۔ اس کے باوجود اگر تجار کی طرف سے حوصلہ افزا تعاون نہ ملے تو حکومت کو اپنی پالیسی پر عمل کروانے کا حق ہوگا۔ اس سے مسلمانوں کو موقع ملے گا کہ وہ صحیح طور پر زکوٰۃ ادا کرنے کی کوشش کریں گے اور دوسری طرف حکومت پر قرآن جو فرض عائد کرتا ہے یعنی اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؎ (اگر ہم ان کو زمین میں حکومت سے نوازیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں، یعنی نماز اور زکوٰۃ کے نظام کو قائم کریں گے۔ اور اچھائی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے) پر بھی عمل ہو جائے گا۔ حکمران اور عوام دونوں مل کر اَقِیْمُوا الدِّیْنَ کے حکم کو بجا لانے پر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

اس کے ساتھ ہی علماء کرام سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ اگر وہ نفاذِ اسلام کے خواہش مند ہیں اور اس کے لئے جہاد میں شریک ہیں تو نظامِ زکوٰۃ کو شریعت کے مطابق کر کے غیر شرعی ٹیکسوں کو ختم کرنے میں حکومت کی مدد کریں تاکہ ادخلوا فی السلم کافۃ پر عمل ہو سکے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

؎ حجۃ اللہ البالغہ: ۲-۱۴۸

؎ سورۃ الحج: آیت ۴۱

www.KitaboSunnat.com
17434

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قیمت ۶ روپے